بعد قائم نہیں کیا بلکہ اکتوبر ۱۹۳۴ء میں قائم کیا تھا جسکا دفتر قادیان میں تھا اور اس کی نگرانی لاہور کا مرکز احرار کرتا تھا۔ ثانیاً اس دفتر کا مضبوط رابطہ مجلس احرار اسلام بٹالہ کے ساتھ تھا۔ اس دور کے کئی گواہ لمحمد اللہ ابھی زندہ ہیں۔ مثلاً جناب چودھری ثنا اللہ بھٹہ (لاہور)

جناب صومعی کاشمیری (لاہور) جناب مولانا محمد صدیق ولی اللّٰہی (بہاولپور)

جناب حکیم محمد صدیق تارڑ (مرید کے) جناب تصدق حسین راول (وزیر آباد)

جناب رفیق غلام ربانی (تلہ گنگ) شیخ عبدالمجید امرتسری (گوجرانوالا)

اور جناب شیخ احسان اللہ (وزیر آباد) وغیرہم!

محترم مضمون نگار اگر یوں لکھتے تو بہتر تھا کہ قیام پاکستان کے بعد مجلس احرار کے سابقہ شعبہ تبلیغ کا احیاء کیا گیا، جو حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کی نگرانی میں ۱۹۴۹ء میں ملتان قائم کیا گیا اور جسے بعد میں بعض بزرگوں نے الگ جماعت کا وجود بخشا۔ قیامِ پاکستان سے قبل اس کا نام صرف شعبۂ تبلیغ تھا مگر ۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظِ ختمِ نبوت میں جب مجلسِ احرار اسلام کو خلافِ قانون قرار دیا گیا تو ۱۹۵۴ء مین مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت کے نام سے کام کیا گیا۔

ہم تحفظ ختم نبوت کے جہاد میں ایک ماہنامے اور ایک جماعت کی شمولیت کا نیک تمناؤں کے ساتھ خیر مقدم کرتے ہیں۔ ماہنامہ انوار ختم نبوت کے لئے جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور کے لئے رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

☐ ☐

مولانا ابوالکلام آزاد..... ایک نادر روزگار شخصیت

"وہ ایک ہی شخصیت تھی جو ہر دور میں اپنے مقاصد پر قائم و استوار رہی۔ زمانے کا کوئی تغیر، احوال و ظروف کی کوئی تبدیلی، ہندوؤں کے تعصب کا کوئی ہیجان و انفجار، اس کے مقاصد میں خفیف سی تبدیلی یا ترمیم کا موجب نہ ہو سکا اور اصل نصب العین، اسلام کی سربلندی اور مسلمانوں یا ملت کے احیا کے سوا کچھ نہ تھا۔ یہاں تک کہ تقسیم ملک کے اختلاف پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے تو کلیدی اور مرکزی نقطہ یہی ہو گا۔
لوگوں نے تضاد کا لفظ دیکھا ہے اور پڑھا ہے اور اسے بے تکلف استعمال کرتے ہیں۔ لیکن اس بزرگ ہستی کے فکر و عمل میں کبھی اس کا خفیف سا پر تو بھی آج تک نہ مل سکا۔"

یہ عبارت مولانا غلام رسول مہر مرحوم و مغفور کے قلم سے ہے۔ ایسی باتیں وہی کہہ سکتے تھے۔ وہ خود ایک نادر روزگار شخصیت تھے۔ ادبیات، مذھبیات اور سیاسیات میں ان کے علم و نظر اور فکر و بصیرت کا لوہا مانا گیا۔ وہ سچے "ابوالکلامی" تھے اور اس باب میں اپنی مثال آپ تھے۔ مولانا عبدالماجد دریا بادی نے مہر صاحب کو ابوالکلام کے مکتبِ نگارش کا بڑا کامیاب شاگرد کہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مہر صاحب، ابوالکلام کے مکتب فکر

کے بھی کامیاب ترین شاگرد تھے۔ ابوالکلام...... جہد و عمل، فکر و نظر اور عشق و جنوں کی ایک مستقل روایت کا نام ہے۔ مہر صاحب اس روایت کے امین بھی تھے اور مناد بھی! مولانا آزاد کی زندگی، ان کے فکر و مسلک، ان کی سیرت حتیٰ کہ ان کے شمائل پر مہر صاحب نے جتنا لکھا اور جیسا لکھا، (بقول کسے) نہ "جتنے" میں ان کا کوئی حریف ہے اور نہ "جیسے" میں! مہر صاحب کے متفرق اور منتشر مقالات کو یکجا کر کے جناب محمد عالم مختار حق نے مہر صاحب سے اپنے تعلق اور ابوالکلام سے اپنی عقیدت کا حق ہی ادا نہیں کیا بلکہ اردو کے علمی و ادبی سرمائے میں ایک تاریخی اضافہ کیا ہے۔ کتاب میں شامل چند مقالات بطور خاص مولانا آزاد کی سیاسی اور دینی بصیرت پر وارد کئے گئے اعتراضات کے جواب میں لکھے گئے ہیں۔ یہاں مہر صاحب کے اسلوبِ نگارش کی شان کچھ اور ہی ہے۔ معترضین کے پندارِ علم و فہم کے صنم کدے ویران اور مسمار کرتے ہوئے ان کے قلم سے "غیرتِ حق" کا جلال ٹپکنے لگتا ہے۔

یہ کتاب بہت دن پہلے ہمارے دوست اور "کتابی کولمبس" جناب شبیر احمد خاں میواتی نے لاہور سے بھجوائی تھی۔ تبصرہ بوجوہ موخر ہوتا چلا گیا۔ ایک وجہ تو مہر صاحب کا وہ اسلوب تھا جس نے تجزیاتی اور تحقیقی مباحث سے لے کر تاثراتی تحریروں تک مجھے مسحور بھی کیا اور مبہوت بھی۔ اس کیفیت کو کتاب پڑھ کر ہی محسوس کیا جا سکتا ہے۔ بقول فراق........

تو مخاطب بھی ہے قریب بھی ہے
تجھ کو دیکھوں کہ تجھ سے بات کروں

ایک وقت میں ایک ہی کام ہو سکتا ہے۔ سو میں نے ارادہ بدل دیا۔ اب آپ میرا تبصرہ پڑھنے کی بجائے، مہر صاحب کے قلم سے مولانا آزاد کا ذکر خیر پڑھیں گے۔

لکھتے ہیں:۔

"میں نے کوئی شخص نہیں دیکھا جس نے تیس برس کی عمر میں دنیا بھر کی آنکھیں فرط عقیدت سے اپنے لئے فرش راہ دیکھی ہوں۔ پھر جب معتقدات کے لئے مجاہدے کا وقت آیا تو ہر دلعزیزی کی ہر متاع بے دریغ قربان کر دی ہو۔ یہاں تک کہ وہ اس اقلیم کا معتوب ترین آدمی رہ گیا ہو۔ بایں ہمہ معتقدات کی مشعل ہاتھ میں لئے کھڑا ہو۔"

"انہوں نے مقام صبر کے واجبات جس شانِ عزیمت سے ادا کئے ان کی مثالیں تاریخ میں بہت ہی کم ملتی ہیں۔ موجبات غم سے متاثر ہونا ہر قلبِ سلیم کا خاصہ ہے لیکن احساسات پر قابو پا لینا صرف صابرین مبشرین کا کام ہے"

"وہ گئے تو ذہنی روشنی کی پوری کائنات اپنے ساتھ لے گئے۔ ایسے روشنی کا مینار کھڑا ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل خاص کے بعد کئی عمریں اور کئی دور بسر ہونے چاہییں۔ اس لئے کہ ایسی شخصیتیں ہر عہد اور ہر عصر کو نصیب نہیں ہوتیں مرزا غالب نے کہا تھا۔ (بقیہ ص ۱۹ پر دیکھیں)